

استقلال واستقامت کی اہمیت وبرکات

(۱)

لحمده ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ عزوجل ان الدین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي کنتم توعدون ○ نحن اولیاءکم فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة ولکم فیہا ما تشہی أنفسکم ولکم فیہا ما تدعون ○ نزلنا من غفور رحیم (حم سجدہ) ترجمہ: تحقیق جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے (اور) پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ تھا ہم تمہارے دوست (رفیق) دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں (یعنی جنت میں) موجود ہے جو تمہارا نفس چاہے اور تمہارے لئے (ہر وہ شے ہے) جو کچھ مانگو (تمہارے لئے) مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

توحید و رسالت کی شہادت: محترم سامعین جس انسان نے دل و زبان سے یہ گواہی دی کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے یعنی وہ ایک ہی ہے اس کے ساتھ عبادت اور ربوبیت میں کوئی شریک نہیں صرف اور صرف وہی عبادت کے لائق اور معبود ہے اس کی عبادت اور خدائی میں کوئی شریک نہیں۔ وہی ذات اقدس ہر چیز کا مالک خالق رب العالمین ہے۔ سارے جہاں میں اسی کا حکم چلتا ہے درخت کا ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا اور رحمتہ دو عالم سرور کائنات محمد الرسول ﷺ اس کے آخری رسول ہیں اُنکی آمد کے بعد کوئی رسول یا نبی قیامت تک آنے والا نہیں۔ اور پھر اسی عقیدہ پر موت تک قائم و دائم رہے۔

او امرنواہی کی پابندی: اللہ نے جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا اور جن گناہوں سے احتراز کا فرمایا عمل کیا تو صرف اس کی رضا اور خوشنودی کے لئے اگر برے کاموں سے اپنے کو بچایا تو صرف اللہ کے حکم کی تابعداری کے لئے۔ استقامت واستقلال: اسی صراط مستقیم پر چلنے کے اس راہ میں جو تکالیف رکاوٹیں پیش آئیں اسی جذبہ ایمان سے لیس ہو کر سب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ کسی موقع پر ارادہ عزم میں لغزش نہ آئی۔ آیت کریمہ میں لفظ استقامت آیا ہے جس کے معنی جس بات کو حق سمجھا جائے اس پر ڈٹ کر قائم رہنے کے ساتھ ہر قسم مصائب سے نمٹا جائے۔ دنیوی امور میں اگر فردارادہ کرے کہ مجھے ڈاکٹریا انجینئر بنانا ہے تو انجینئر کی اور ڈاکٹری کوئی تروالہ نہیں کہ منہ میں ڈال کر ڈاکٹریا انجینئر بن جا۔

میں ہمت ہار کر شکست و ریخت کا شکار ہو جائے تو عزم و ارادہ میں ناکامی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اگر استقامت استقلال اور ہمت سے تکالیف برداشت کرے کسی موقع پر اپنے مدعا سے انحراف نہ کرے

کامیابی کا راز: تو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر کے جو فائدہ اس کے ذہن میں ہوتے ہیں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ بغیر استقامت کے نہ دین کا کوئی کام ہو سکتا ہے نہ دنیا کا۔ مقصد میں کامیابی کا سب سے بڑا اور واحد ذریعہ اپنے اقرار پر ثابت قدم رہنا ہے۔ جسے استقامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دین کے جن بعض اہم عقائد کا میں نے ذکر کیا ان پر جم کر رہنے والوں کے لئے آیت مذکورہ میں رب کائنات نے مرثہ سنایا ہے۔

اسلاف امت کی قربانیاں: ہمیں تو لا حاصل اور بے فائدہ قصوں اور واقعات کو سننے اور پڑھنے سے فراغت نہیں کہ ہمارے مقتدی انبیاء صحابہ تابعین، صلحائے امت اور علماء نے اس دین حق پر قائم و دائم رہنے کے لئے ان کو مختلف الاقسام آگ و خون کے دریاؤں سے گزرنا پڑا۔ کسی موقع پر بھی ان کی عزم سلیم میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ ان کے واقعات و حالات سے آگاہی حاصل کر کے اپنے لئے عبرت کا سامان پیدا کریں۔ تاکہ سچ اور حق راستے سے ہٹنے کا تصور بھی نہ کریں۔ دنیا دہی سکون، راحت اور اطمینان کی جگہ نہیں۔ عادت اللہ یہی ہے کہ اس دار فانی میں مشکلات و پریشانیوں کا نزول و رود ہوتا ہی ہے۔ یہ عالم امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے جو فرد اس دنیا کی آزمائش و امتحان سے سرخرو ہو کر نکلا ہے پھر آگے عالم میں اس کے مزے ہی مزے ہیں جو یہاں مستقل مزاجی اور پامردی کا ثبوت نہ دے۔ اس کی کامیابی کا خواب اس کے لئے صرف سراب کی حیثیت حاصل کر کے ناکامی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

راہ حق کے داعی: محترم و معزز دوستو! انبیاء و صحابہ کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے جنہوں نے ہر وقت ایثار، استقامت کا مجسمہ بن کر اسلام دشمنوں کے ظلم و جبر کو شکست دی ان کے قلوب میں لمحہ بھر کے لئے بھی راہ حق کو چھوڑنے کا خیال تک نہ آیا سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی بعثت جس دور اور جن حالات میں ہوا، وقتاً فوقتاً آپ سنتے رہے ہیں۔ ماحول بت پرستی اور ستارہ پرستی کی آلودگی سے بھرپڑا تھا۔ حاکم بھی نمرود جیسا ظالم اخلاق و شرافت کا نام تو اس کی ڈکٹری میں موجود ہی نہ تھا۔ اللہ کو وحدہ لا شریک سمجھنے والا اس بد بخت کے نزدیک انسانوں میں شمار ہی نہ تھا ایسے وقت راہ حق کا نعرہ بلند کرنے کیلئے اور وحدہ لا شریک کا نام لینا بھی نمرود کے قہر و جبر اور اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا باپ بھی نہ صرف بت تراش بلکہ بتوں کو بت پرستوں کے مہیا کرنے کا بیوپاری اور نمرود کے کفر و شرک پر مبنی مذہب کا گویا وزیر مذہبی امور تھا اگر ابراہیمؑ چاہتے تو اسے حکومت میں اعلیٰ ترین عہدہ مل جاتا، والد کا اہم منصب حاصل کرتے۔ سونے اور چاندی کے ڈھیر میں اس کا اوڑھنا بچھونا ہوتا۔ ان تمام دنیوی آسائشوں کو حقارت سے اپنے وحدانیت رب کے عقیدہ پر استقامت سے قائم رہ کر لات ماری۔ اور اس حالت شرک سے براءۃ کا نعرہ بلند فرماتے ہوئے کہا کہ ”انسی ہوی معاشرکم“ جن ناسواں کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو میں اس بطل عقیدے میں تم لوگوں کے

ساتھ شراکت سے بیزار ہوں۔ ترغیب واستقامت کے اس پہاڑ کو اپنے عقیدہ بدلنے پر آمادہ نہ کیا۔ تو ترہیب ڈرانے دھمکانے پر اتر آئے۔ راہ حق کے ان مشرک دشمنوں نے حضرت ابراہیم کو آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا۔

آتش نمرود اور گلستان ابراہیمی: معزز حضرات! دنیا میں کسی کو عذاب و سزا دینے کے لئے کئی طریقے

مروج ہیں مگر ان میں سخت ترین اذیت دینے کی سزا آگ سے جلانے کی ہے یہی وجہ ہے کہ آگ کے ذریعہ کسی کو

تکلیف دینے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا: وعن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ ان النار

لا يعذب بها الا الله (رواہ بخاری) ”حضرت عبد اللہ بن عباس آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ

نے فرمایا آگ کی سزا میں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی (کسی کو) جلا کرتا ہے۔“

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ مناسب ہی نہیں کہ وہ ایک انسان کو اس کے جرم کی پاداش میں آگ

کی سزا دے کہ اس کو جلا ڈالے۔ نمرود کے بد بخت اور کفر و گمراہی کے متوالے ساتھی اس بدترین عذاب کے اذیت ہی

کے ذریعہ اپنے مذہبی عداوت میں جنونی بن کر حضرت ابراہیم کو جلانے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے مرتکب

ہوئے۔ شروضلال پر مبنی مذہب کے غیرت و حمیت میں آ کر بوڑھے جوان ’مردوزن جنگل سے ابراہیم کو جلانے کے

لئے لکڑیاں جمع کرنے لگ گئے۔ لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر جمع کر کے اسے آگ لگانے کے بعد حضرت ابراہیم جو

استقامت کے پہاڑ تھے ایسا لگ رہا تھا کہ آگ آسمان کو چھوری تھی شدت حرارت سے آگ کی منصوبہ بندی کرنے

والے بھی آگ کے قریب آنے کی جرات نہ کر سکے۔ طے یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم کو ایک مخفی جگہ کے ذریعہ دور سے

آگ میں پھینکا جائے۔ اللہ کے حکم سے حضرت جبرائیل مدد کے لئے پہونچے اور دشمنان اسلام کو آنا فانا نیست و نابود

کرنے کیلئے خدمات پیش کر دیئے۔ اللہ کی ربوبیت کے اقرار کرنے والی عظیم ہستی کی استقامت اور عزم کی حالت ہم

جیسے کمزور ایمان والوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے کہ ایسے سخت ترین موقع پر بھی جبرائیل کے تعاون کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ

میری حالت مجھے پیدا کرنے والے یعنی اللہ کو معلوم ہے میرے لئے اللہ کافی ہے میرے بارے میں جو اللہ کی رضا ہو

وہی میری رضا ہے کفار نے حبش کا مظاہرہ کرتے ہوئے استقامت کے عظیم سپوت کو آگ کے حوالہ کر دیا۔ دوسری

طرف مالک کائنات نے اپنے جلیل القدر بندے حضرت ابراہیم کو بچانے کیلئے آگ سے ان کو جلانے کا وصف سلب

کر لیا۔ آگ کی شدید گرمی و حرارت کی اذیت کے مقابلہ میں آگ کا شدید ٹھنڈا ہونا بھی ابراہیم کیلئے ضرور رساں تھا۔

آگ کی اس رواپتی گرمی اور ٹھنڈک کی رواپتی ٹھنڈک سے بچانے کے لئے رب کائنات نے حکم دیا قلنا یا نار کونی

برد او سلاما علی ابراہیم یعنی آگ کو اپنی خاصیت پیش کو ترک کر کے ایسی سرد ہونے کا حکم دیا جس میں سردی بھی

اتنی شدید نہ ہو جو اس عظیم المرتبت نبی کے لئے تکلیف کا سامان بن جائے بلکہ گل گلزار بن کر سلامتی کا ذریعہ بن جا۔

حضرت ابراہیم کے عزم و استقامت کا امتحان صرف یہاں ختم نہیں ہوا بلکہ خواب میں اپنے بڑھاپے کا واحد سہارا

حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم پر قربان کرنے پر فوراً تیار ہوئے۔

راہِ حق پر استقامت: تفصیلات آپ خطباء حضرات اور واعظین سے عید الاضحیٰ کے فلسفے کے سلسلے میں

سننے رہتے ہیں۔ قرآن و رسولؐ اور بزرگوں کے الفاظ میں ان واقعات کا ذکر اور سننا صرف قصے کہانی نہیں بلکہ سب نے کلمہ گو مسلمانوں کو اسلام و ایمان کے اقرار کے بعد اس راہِ حق پر استقامت اور صبر و شکر کا مظاہرہ کرنا مطلوب ہے۔

تمام انبیاء کو اپنی دعوت کے پھیلانے کے دوران ان کے دشمن پہاڑ بن کر کاوٹ بننے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ کئی پیغمبروں کو مشرکین کے ناپاک ہاتھوں شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونا پڑا۔ مگر عزم و استقلال سے معمور ان اولوالعزم

انبیاء کے جذبات اور عزائم میں کمی کا تو سوال نہیں بلکہ ظلم و جبر کے دھم میں جلا دشمن ریت کی دیوار ثابت ہو کر ان کے سامنے ان کی مصنوعی قوت و کثرت چور چور ہو جاتی۔ حضرت موسیٰؑ کی دعوت تبلیغ و توحید کے راستے میں فرعون اور اسکے

پروردہ سرداروں نے حضرت موسیٰؑ اور اس کے بھائی وقیلہ کو جن الناک مصائب سے دوچار کیا، تفصیل قرآن و سنت کی روشنی میں علماء کی زبانی اور تاریخ کی کتب میں پڑھ چکے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے عزم و ہمت کے سامنے فرعون اس کے جنگی آلات اور قوت و سطوت سراب ثابت ہوا۔ حضرت موسیٰؑ فتح مند اور فرعون بمع لاؤ لشکر بحیرہ قلزم میں غرق ہو کر

اس کا ناپاک لاش آج بھی عبرت کا سامان بن کر عجائب گھر میں اپنے کافرانہ عقائد پر لوہ کنکال ہے۔

بعثت کے وقت عرب کے حالات: عرب کے کفر و گمراہی سے بھرپور خطہ میں گمراہی کے علمبرداروں کے درمیان رحمۃ اللعالمین آقائے نامدار سردار کائنات ﷺ ایک ایسے شخص کی صورت میں تن جہا مبعوث ہوتے ہیں۔ دعوت

حق کی آوازیں بلند کرتے ہی ہر طرف سے کفار مکہ ہر قسم کی بد اخلاقی اور جنگ کرنے پر آمادہ ہو کر آئے ایسا کوئی جرم نہ تھا جو ان بد بختوں میں موجود نہ تھا۔ سیرۃ النبی ﷺ کے بیان کے ضمن آپ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت اس مقدس سرزمین کے

جہلاء کی جو ناگفتہ بہ حالت تھی، مختلف مواقع پر آپ سننے رہتے ہیں۔ چاروں اطراف سے روسائے قریش کی نئی نئی تدبیروں اور سازشوں سے آپ آگاہ ہیں۔ ترغیب و ترہیب کے تمام ذرائع استعمال کرتے رہے۔ مگر قرآن مجید جس

شخصیت کو اللہ نے اولوالعزم من الرسل کے خطاب سے نوازا ہے یا روند دگا رکھتے اللہ کی صدائیں بلند کرتے رہے۔ جرم صرف یہی تھا وہ صرف ایک وحدہ لا شریک کی طرف ان کو بلا رہے تھے۔

کفری طاقتوں کا اتحاد: یہی وہ وجہ نزاع تھی قریش مکہ کیلئے یہ دعوت ناقابل برداشت تھی اسی وجہ سے تمام کفری قوتیں اس کی دشمنی میں متفق ہو گئے، جیسے آج تمام دنیا کی غیر مسلم قوتیں اپنے تمام اختلافات جو ان کے درمیان

صدیوں سے موجود تھیں، ایک ہی نکتہ اور ایجنڈا پر متحد ہو گئے۔ آپس کے تنازعات بھول کر یہ فیصلہ کر لیا کہ حاشا دکھلا اسلام کو دنیا سے مٹانا۔ آپ دنیا کے حالات سے باخبر ہیں کہ کفر کا سرخند امریکہ اور نام و نہاد اتحادیوں کے بموں، راکٹوں

میزائلوں اور جدید ترین ہلاکت و تباہی پھیلانے والے اسلحہ کا رخ عالم اسلام کی طرف کر کے چند سالوں میں لکھوں

مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی بدبختی سمجھیں کہ ہر اسلامی مملکت کے حکمرانوں کو بھی ان ظالموں اور جاہلوں کی سرپرستی حاصل ہو کر یہ اپنے ہی رعایا کی ہلاکت میں ان کی امداد کر رہے ہیں۔ صرف اسی پر اکٹفا نہیں کرتے بلکہ آپس میں مشقت و گریبان ہو کر کفری ایجنڈے کی تکمیل میں ان کے مدد و معاون بن رہے ہیں۔ ان کے موجودہ گھٹیا، اسلامی حیثیت و غیرت سے خالی پالیسیوں کا غرض ان کے اقتدار کا قائم و دائم رہنا اور ذاتی اغراض و مقاصد ہی ہیں۔ جس کے لئے انہوں نے اسلام و غیرت ایمانی ملکوں کی حقیقی خود مختاری کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ اگر ان نام نہاد مسلم دنیا کے ارباب اقتدار میں اسلامی نظام کا نفاذ اور اللہ کے حاکمیت اعلیٰ کے عقیدہ پر استقامت سے عمل کرنے کا جذبہ موجود ہوتا تو سوال پیدا نہیں ہوتا کہ امریکہ اور اس کے حواریوں کو افغانستان، عراق، سوڈان، پاکستان وغیرہ میں اسلحہ سے مسلح ہو کر قدم جمائے اور حملوں کی جرات ہوتی۔ معزز حضرات بات ہو رہی تھی عزم و استقلال کی۔

آنحضرت ﷺ کا عزم و استقلال: تمام جزیرۃ العرب گناہوں میں جمل رہا، صرف ایک فرد لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اپنے دعوت کی طرف کھینچ رہا ہے، عقل کی جب مت ماری جائے۔ قائدہ کی بات کو نقصان سمجھنے لگے اپنے تخریبی اور جاہلی کے اعمال کی دفاع کرنے لگے۔ آنحضرت ﷺ کو کبھی سونے و چاندی کے خزانوں کی پیشکش کر رہے اور کبھی قبیلہ کے معزز خاندانوں میں خوبصورت ترین لڑکیوں کی۔ ان حیلوں سے آنحضرت ﷺ کے استقامت میں فرق نہ آیا، تو گالیاں دنیا شروع کر دیں، بدتر تہجد سنا سنا، جو دعوت ایمان کے نور سے شرف ہو چکے تھے وہ حضور ﷺ کو گالیاں دینے پر غرور ہو جاتے جن کی تسلی کیلئے رحمۃ للعالمین نے فرمایا: وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الا تعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش ولعنہم یشتمون مدمما ویلعنون مدمما وانا محمد (رواہ بخاری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تمہیں اس پر حیرت نہیں ہوتی کہ رب العالمین نے مجھے قریش کہہ کی گالیوں اور لعنتوں سے کیسے محفوظ رکھا۔ وہ قابلِ مذمت شخص کو گالیاں دیتے ہیں اور لعنت بھی بھیجتے ہیں جبکہ میں محمد ہوں، یعنی اللہ کا کرم ہے محمد کے معنی وہ شخص جس کی ذات و صفات کی بے انتہاء تعریف کی گئی ہو۔ میرا نام محمد میری ذات کا مظہر ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی لعنتوں اور گالیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

دین کی خاطر تکلیفیں: امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو دعوت حق کی راہ میں گمراہوں کو لانے کے دوران ناقابلِ تصور تکالیف سے گزرنا پڑا دو چار واقعات کے ذکر سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ عزم و ہمت کے اس عظیم پہاڑ نے کسی موقع پر استقامت کا دامن نہ چھوڑا بلکہ اس عزم میں مزید مضبوطی آتی رہی۔ طارق بن عبد اللہ کے بقول حضور اکرم ﷺ سوق ذی الجہاز میں گزرتے ہوئے لوگوں کو لا الہ الا اللہ کہنے کی ترغیب دے رہے تھے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی اللہ وحدہ لا شریک کو ماننے میں ہے۔ ایک بد بخت آپ کو پیچھے سے مسلسل پتھر مار رہا تھا جس سے حضور کا

جسد مبارک خون آلود ہوا۔ وہ شخص آنحضرت کی اس دعوت کے جواب میں لوگوں کو کہتا رہا لا تطیعوہ فانہ کذاب اسکی بات مت مانو (نعوذ باللہ) یہ جھوٹا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ختم الرسل عظیم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کے گردن میں کپڑا ڈال کر اتنے زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھ کر عقبہ کو دھکا دیا۔ حضرت انسؓ جو آنحضرت ﷺ کی مدت دراز تک خصوصی خادم رہے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر سرکارِ دو عالم کو اس شدت سے مارا کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے، ابوبکرؓ بچانے کیلئے آئے تو ان کو چھوڑ کر ابوبکرؓ کو مارنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ حضرت ابوبکرؓ کا سر زخموں سے لہو لہان ہو گیا۔ شقاوت و سنگ دلی میں اس حد کو پہنچ چکے تھے کہ طواف کے دوران بھی آنحضرتؐ کے ساتھ شرافت و حسن سلوک کا معاملہ گوارا نہ کرتے۔

مشرکین کا توہین آمیز رویہ: آقائے دو جہاں ﷺ خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے ہیں اس دور میں

کفار مکہ بھی اپنی محافل سجانے کے لئے خانہ کعبہ کے ارد گرد آ کر بیٹھ جاتے۔ جب آنحضرت ﷺ طواف میں مصروف ہو جاتے یہ بد بخت آپ ﷺ پر گندے الفاظ پر آوازیں کستے۔ اس بار ایک جگہ عقبہؓ ابو جہل اور امیہ بن خلف عظیم میں بیٹھے ہوئے تھے، پہلی بار جب آپ ان کے سامنے سے گزرے ان تینوں نے مذاق اور توہین کے لئے غیر مہذب الفاظ آپ کو سنائے۔ دوسرے اور تیسرے چکر میں بھی جب ان کے قریب سے گزرے اسی بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ چہرہ اقدس میں تغیر آ کر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تم ان نازیبا اعمال و اخلاق سے باز نہ آؤ گے تو خدا کی قسم تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا، یہ الفاظ فرمانے کے بعد گھر روانہ ہوئے، حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہم نے حضورؐ کی زبان سے نکلا ہوا گفتہ دیکھ لیا کہ رب العزت نے ان کو ہمارے ہاتھوں سے ذبح کر دیا۔

محترم حضرات ان کفاروں کے حضورؐ کو پہنچاتے ہوئے اذیت ناک واقعات کی عظیم داستان و فہرست اس مختصر مجلس کے دوران بیان کرنا تو ممکن نہیں بلکہ ان تمام مصائب کا جس عزم و استقلال کا سامنا کر کے اپنے موقف کو پھیلایا اور حق ثابت بھی کر دیا اس کی مثال دنیا میں کوئی اور فرد میں ملنا ناممکن ہے۔ انہی سخت ترین حالات کا سامنا حضورؐ کے جلیل القدر صحابہ کو کرنا پڑا۔ جنہیں سن کر بدن پر رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں ان واقعات کا بیان ان شاء اللہ آئندہ کرنے کی کوشش کروں۔ آخر میں صرف یہی عرض ہے کہ اس عظیم ہستی نے اپنے اس مقدس ٹولہ صحابہ کو راہِ حق پر صبر و استقامت سے رہنے کی کس طرح تلقین کی۔ امام بخاری حضرت بیان اور حضرت اسماعیل کا ایک روایت نقل کر رہے ہیں جس میں انہوں نے حضرت قیس کے ذریعہ سے حضرت خباب کا سوال اور آنحضرت ﷺ کا صبر و استقامت سے بھر جواب اس دور کے بے ہمت مسلمانوں کے لئے عبرت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے:

سمعنا قیسا یقول سمعت خباباً یقول ایبت النبی ﷺ وهو متوسداً برده وهو فی ظل الکعبۃ ولقد لقینا من المشرکین شدة فقللت الایتدعو اللہ فقلعد وهو مخمر وجہہ فقال لقد کان

من قبلکم يمشط بمشاط الحديد مادون عظامه من لحم او عصب مابصر له ذالك عن دينه
ويوضع المنشار على مفرق رأسه فيشق بالثمين مابصر ذالك عن دينه وليتمن الله هذا الامر
حتى يسير الراكب من صنعاً الى حضر موت ما يخاف الا الله الخ

ترجمہ: میں نے حضرت خباب سے سنا (کفار کے اذیتوں سے تنگ آ کر) کہ وہ ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوئے جبکہ آپ خانہ کعبہ کے سائے تلے چادر مبارک پر ٹیک لگا کر بیٹھے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
تعالیٰ سے آپ دعا کیوں نہیں کرتے مشرکین مکہ سے ہمیں شدید مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (میرے اس
کہنے پر) آپ نے فرمایا تم سے پہلے امتوں میں (مسلمانوں پر اس طرح مظالم ڈھائے گئے کہ لوہے کی ٹنگیوں کو ان
کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہنچایا گیا) کفار کا یہ بدترین سلوک بھی انہیں ان کے دین سے نہ
روک سکا کسی کے سر کے درمیان آراء رکھ کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے (ایسا معاملہ سے بھی ان کے دین کے بارہ میں
استقامت میں کمزوری نہ آ سکی) اس دین حق کو اللہ تعالیٰ خود ہی کمال و تمام تک پہنچائے گا کہ ایک سوار صنعاً سے حضر
موت تک تہا سفر کرے گا۔ راستہ میں اسے اللہ کے علاوہ اور کسی کا خطرہ و خوف نہ ہوگا۔

صحابہ کی قربانیوں کا ثمرہ: محترم حاضرین! اسلام پھیل گیا صبر و استقامت کا نتیجہ تھا کہ حضور کی یہ پیش گوئی
دو سو فیصدی سے بھی زیادہ سچی ثابت ہوئی ہر طرف امن و امان کا دور دورہ تھا۔ آج ہم اسلام کے سر بلندی کے لئے حقیر
سی قربانی بھی پیش نہیں کر سکتے حالانکہ وعن معصب بن سعد عن ابيه قال قلت يا رسول الله انى الناس
اشد بلاء قال الانبياء ثم الامثل فالامثل يبتلى الرجل على حسب دينه فان كان فى دينه صلباً
اشد بلاء وان كان فى دينه رقة ابتلى على قدر دينه فما يبرح البلاء بالعبد حتى يتركه يمشى
على الارض وما عليه خطيئة (ترمذی) ترجمہ: حضرت سعدؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا (روئے زمین
پر) کون لوگ ہیں جن کو اس دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف پہنچائے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا انبیاء پھر وہ جو انکی مثل ہو۔
پھر وہ جو ان کی مثل ہو (یعنی اطاعت الہی اور سنت رسول میں) ہر آدمی اپنے دین کی حیثیت کے موافق مصیبت میں مبتلا
کیا جاتا ہے اگر وہ اپنے دین پر سختی سے قائم ہے بلا اور مصیبت بھی زیادہ اور سخت ہوگی اگر وہ اپنے دین میں نرم ہے اپنے
دین کے مطابق بلا میں مبتلا ہوتا ہے اس سختی اور مصائب کے نتیجے میں یہ شخص ایسا صاف و ستھرا زمین پر چلنے والا فرد ہوتا ہے
کہ اس کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں معلوم ہوا دین کی راہ میں رکاوٹوں کا سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرنے والوں کے گناہ
اللہ مٹا کر درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ انبیاء کے مقام تمام مخلوقات میں بلند ہیں۔ اسلئے ان کو بہ نسبت عام لوگوں کے
تکالیف سے بہت زیادہ گزرنا پڑا۔ آیت کریمہ میں استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کیلئے جو بشارتیں دی گئیں ان شاء
اللہ اگلے جمعہ عرض کروں گا۔ رب کائنات مجھے اور آپ سب کو دین متین کی راہ میں پیش آنے والے مشکلات کی راہ میں



عزم، ہمت اور استقامت سے مالا مال فرماویں۔